AL-ʻULŪM **ISSN:** 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(July-December 2023), 4:2(27-53)

علمِ تخریج الحدیث میں ابن الملقن کی تصنیفی خدمات: البدرُ المنیر کا اختصاصی مطالعہ

1. **حافظ محمد عظیم صفدر**، لیکچرار گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج 90 جوبی، سرگودھا
2. **ذوالفقار علی**، پی ایچ ڈی اسکالر، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

Ibn al-Malqqin's Contributions in *Takhrīj ʻl Hadith*: A Specific Study of *al-Badr ʻl-Munīr*

1. **Hafiz Muhammad Azeem Safdar**, (PhD), Lecture Government College 90 SB, Sargodha
2. **Zulfiqar Ali,** PhD Scholar, International Islamic University, Islamabad

Keywords:
Hadith Scienc, Ibn al Mulqqin, Takhrīj al Hadith, Al-Badr al-Munīr, Implications

Abstract: Takhrīj al Hadith is imperative for the Hadith sciences as Hadith students cannot make full use of the holy prophet Muhammad (SAW)'s Ahadith without deep knowledge and understanding of Hadith narrators and sources. In the early days of Islam, there was no need for the takhrīj of Ahadith due to the direct and easy access to the information, narrators and sources related to hadith. With the spread of Islam and Ahadith in the vast area and unfamiliarity with the hadith sciences and collections, Its need was felt by some Hadith scholars so that integrity and authencity of Hadith may be maintained. Although research on hadith was started in the time of Ṣaḥābah but Tāb'iīn and Tab'a Tāb'iīn worked on Hadith at great length and wrote many books on the Hadith.As a result, Hadith became new genre and discipline,in this way, need for their takhrīj also arose. Since Ibn al-Mulqqin was bestowed with extensive knowledge and potential by Allah(SWT),so the Sheīkh contributed to this science greatly and significantly. Al-Badr al-Munīr, Al-Muḥarrar al-Madhhab,Takhrīj Aḥādith Al-Minhāj, Tazkirah al-Akhyār and Tuḥfah al-Muḥtāj are his works in this field.In this article, all these books have been described in general, while analytical research and review of Al-Badr al-Munīr have been presented specifically because this book is magnum opus in this field. Al-Badr al-Munīr is on the takhrīj 'e hadith from the famous book "Al-Sharḥ al-Kabīr" by Imām Raf'iī al-Qazwīnī' (423 AH). The preface of the book is very comprehensive while Ibn Al-Mulqqin's method and style in Al-Badr al-Munīr are persuasive, up to the mark and balanced.

Muhammad Azeem & Zulfiqar Ali. (2023) Ibn al-Malqqin's Contributions to the Takhrīj al Hadith Science: Specific Study of Al-Badr al-Munīr Al-ʻUlūm Journal of Islamic Studies, 4(2)

1. Corresponding author Email: muhammad.ashfaq@miu.edu.pk

فن تخریج کے ذریعے احادیث کی کتابوں میں مذکور معلق اور غیر منسوب احادیث کو سامنے لایا جاتا ہے یا ان کی نسبت کسی ایسی کتاب کی طرف کی گئی ہے جس پر تصحیح وتضعیف اور قبول ورد کے اعتبار سے کلام کیا گیا ہے۔ تخریج الحدیث علمِ حدیث کی ایک ایسی شاخ ہے جس کا تعلق حدیث کی اسناد سے ہے، جس طرح احادیث کے متون ایک دوسرے کی تشریح وتوضیح کرتے ہیں اسی طرح حدیث کی اسناد بھی ایک دوسرے کی توثیق وتضعیف کرتی ہیں۔ سنتِ رسول ﷺ کی حفاظت وثقاہت کو یقینی بنانے کیلئے اس فن کا باقاعدہ آغاز تابعین وتبع تابعین کے زمانہ سے ہوا لیکن رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں بھی اس کا اہتمام کیا جاتا تھا یہاں تک کہ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت بالخصوص ابو بکر، عمر اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو قبول کرنے کیلئے روایت کا شاھد ومتابع طلب کرتے۔ پھر تابعین وتبع تابعین نے فن تخریج ہی کے ذریعے حدیث کو آثار، شواہد اور متابعات سے الگ کر دیا، چونکہ شرعی احکامات جائز وناجائز، حلال وحرام اور مکروہ ومستحب کے اطلاق کیلئے حدیث کی صحت کا درجہ متعین کرنا ضروری ہے جس کا حصول تخریج الحدیث کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ضعیف احادیث کو بنیاد بنا کر حلال وحرام کا حکم لگایا جائے گا تو احکامِ شرعیہ کی افادیت وثقاہت بری طرح متاثر ہوں گی۔ اور شریعتِ محمدی ﷺ میں تحریف کا ایک ایسا سیلاب اُمڈ آئے گا کہ جو اس کی اصلی صورت نہ صرف دھندلی کرے گا بلکہ سرے سے محو کر دے گا۔ دین اسلام ایک آفاقی اور الہامی دین ہے جس کی بنیادیں قرآن وسنت جیسے مضبوط ستونوں پر استوار ہیں اور علماء ومحدثین ان ستونوں کے محافظ ووارث ہیں۔ قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا جب کہ احادیث کی حفاظت صحابہ وتابعین اور علماء ومحدثین کے ذریعے ہوئی، محدثین نے اس امر کے پیشِ نظر احادیث کی تخریج کو ناگزیر قرار دیا اور اس ضمن میں حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی تقریباً تمام مسالک کے علماء ومحدثین نے قابلِ ذکر کاوشیں کیں لیکن شافعی المسلک علماء کی جدوجہد خصوصی اہمیت کی حامل ہے، اسی سلسلے کی ایک کڑی آٹھویں صدی ہجری کے شافعی عالم ومحدث امام ابن الملقن کی مایہ ناز تصنیف "البدر المنیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر" ہے۔ جو تخریج الحدیث کے باب میں سب سے جامع اور معتبر کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں مسلکی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے "الشرح الکبیر" کی تمام احادیث کی حیثیت جانچنے کی کوشش کی گئی ہے خواہ ان احادیث سے علماءِ شوافع نے اخذ واستفادہ کیا ہو یا باقی تینوں مسالک کے علماء نے، اسی وجہ سے علمی حلقوں میں اس کتاب کی شُہرت مسلّم ہے۔ محقق نے اپنے اس تحقیقی مقالہ میں ابن الملقن کی تخریجِ حدیث کے حوالے سے تمام کاوشوں کا بالعموم اور ان کی کتاب البدر المنیر کا بالخصوص مطالعہ کیا ہے اور ابن الملقن کے تخریجی اسلوب کے امتیازی نکات کو بڑی حد تک واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس ضمن میں پہلے فن تخریج اور البدر المنیر لابن الملقن کا تعارف، اس کے بعد کتاب کے مندرجات اور مؤلف کے منہج واسلوب کو باالامثلہ بیان کیا گیا ہے۔

تخریج کا لغوی معنی دو متضاد اُمور کا ایک چیز میں جمع ہونا ہے، اس کے علاوہ بھی اس لفظ کے کئی معانی ہیں ان میں سے زیادہ اہم استنباط، تدریب اور توجیہ کے ہیں۔ تخریج کے متعلقات میں مَخرَج، خُرُوج اور اخراج شامل ہیں۔ "مَخرَج" کا معنی نکلنے کی جگہ ہے چنانچہ جب **هذاحديثُ عُرِف مخرجه** بولا جاتا ہے تو اس سے مراد حدیث کے اصلی مقام کی پہچان ہوتی ہے۔ خُرُوج(Exit) دُخول کی ضد ہے۔ تخریج "اِخراج" سے لیا گیا ہے جس کا معنی خارج ہونا اور نکلنا ہے۔ "تخریج" عرب نوجوانوں کا ایک کھیل بھی ہے: **خَرَجَ خَرَاجِ يُمسک أحدُهم شيئاًبِيده ويقولُ:لسائرِهم: أَخرِجُومَا في يَدي**-(خرج خراج، ان میں سے ایک شخص اپنے ہاتھ میں کوئی چیز پکڑتا ہے اور دوسروں سے کہتا ہے: جو میرے ہاتھ میں ہے وہ نکال کر دکھاؤ۔) جبکہ اس کے دوسرے معانی "**الإبراز**" اور "**الإظهار**" ہیں جیسے ارشادِ الٰہی ہے! کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ۔[1] (اس کھیتی کی مانند جس نے اپنی سوئی نکالی۔)

اِخراج اور تخریج باہم مترادف ہیں تو اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ حدیث کے مَخرَج کو بیان کر کے اُسے لوگوں کیلئے ظاہر کرنا یعنی حدیث کے راویوں کے ایسے سلسلے کو بیان کرنا جنہوں نے اپنے اپنے طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے مثلاً محدثین جب یہ کہتے ہیں **هذا حديث أخرجه البخاري أو خرّجه** تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو بیان کیا ہے یا اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

ڈاکٹر محمود طحان اپنی کتاب "**أصول التخريج ودراسة الأسانيد**" کے مقدمہ میں تخریج کی اصطلاحی تعریف یوں کرتے ہیں!

التخريج:هوالدلالةعلىٰ موضع الحديث فی مصادرالأصلية التی أخرجته بسنده ثم بيان مرتبته عند الحاجة[2]

(اصلی مصادر میں سے حدیث کے مقام کی دلالت ہے جس میں اس کو سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہو پھر ضرورت کے وقت اس کا رتبہ بیان کرنا ہے۔)

فنِ تخریج کی سادہ اور آسان فہم تعریف یوں کی جاسکتی ہے!

"تخریج حدیث کا مطلب ہے حدیث کو اس کتاب کی طرف منسوب کرنا جس میں وہ حدیث ابتداءً بیان ہوئی ہو خواہ وہ کتاب مسند ہو یا جامع، سنن ہو یا معجم[3]"۔

1- القرآن، 48:29۔

2- الدکتور محمود الطحان، أصول التخريج ودراسة الأسانيد(ریاض: مکتبة المعارف للنشر والتوزیع، 1996ء)، 10۔

3- ڈاکٹر عبدالرؤوف ظفر، **علوم الحدیث فنی فکری وتاریخی مطالعہ**(لاہور: نشریات، 2006ء)، 227۔

1۔البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعة فی الشرح الکبیر

"البدر المنیر" امام ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد القزوینی الرافعی الشافی (م423ھ) کی کتاب "الشرح الکبیر" میں واقع ہونے والی احادیث اور آثار کی تخریج وتوضیح ہے جبکہ امام رافعی کی "الشرح الکبیر" امام غزالی کی "الوجیز" کی شرح ہے۔ امام غزالی (م505ھ) نے "الوجیز" فقہ شافعی کی تائید میں لکھی ، امام رافعی (م623ھ) اپنے زمانے کے مشہور ائمہ شافعیہ میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے "الوجیز" کی شرح "الشرح الکبیر" لکھی۔ امام ابن الملقن (م804ھ) کا تعلق بھی چونکہ فقہ شافعی سے تھا اور وہ "الشرح الکبیر" کی اہمیت سے بھی بخوبی مطلع تھے اس لیے انہوں نے دس جلدوں پر مشتمل "الشرح الکبیر" کی احادیث و آثار کی تخریج کرتے ہوئے "البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والآثار الواقعہ فی الشرح الکبیر" لکھی۔ امام رافعی کی کتاب کی عظمت کا اندازہ ہم حافظ ابن الصلاح (م463ھ) کے اس قول سے کرسکتے ہیں:

"قال ابن الصلاح! لم یشرح "الوجیز" بمثله"[4] -

(ابن صلاح کہتے ہیں: (رافعی) کی مثل کوئی "الوجیز" کی شرح نہیں کرسکتا۔)

جس کتاب نے اس میدان میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی اور ایک انسائکلوپیڈیا کی حیثیت اختیار کی وہ امام ابن الملقن کی البدر المنیر فی تخریج الاحادیث و الآثار الواقعہ فی الشرح الکبیر ہے۔ یہ کتاب چند سال قبل دس جلدوں میں پہلی مرتبہ شائع ہوکر منظر عام پر آئی ہے، جس کی ہر جلد تقریباً سات سوسے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ "البدر المنیر" اپنی ضخامت میں اصل کتاب فتح العزیز کے تقریباً برابر یااس سے کچھ بڑی ہے۔

"البدر المنیر" کا موضوع

کتاب کا موضوع اِس کے عنوان سے واضح ہے کہ اِس کا شمار فنِ تخریج کی کتب میں ہوتا ہے اور یہ تخریج امام رافعی القزوینی (م423ھ) کی مشہور کتاب "الشرح الکبیر" کی احادیث اور آثاروواقعات کی ہے۔کتاب میں صرف احادیث وآثار کی تخریج پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ حدیث کے غریب الفاظ کی تشریح کا اہتمام بھی کیا ہے اور اسمِ علم یا اسمِ مکان کا اعراب بھی ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں اور کئی مواقع پر تو حدیث کا حکمِ فقہی بھی لگاتے ہیں۔ البدر المنیر میں ابن الملقن کا ایک اور اہم کام دو متعارض احادیث کے درمیان تعارض کو دور کرنا ہے۔

4۔ مصطفیٰ ابو الغیظ، اَبی محمد، اَبو عمار، البدر المنیر فی تخریج أحادیث الشرح الکبیر، مقدمة التحقیق، الفصل الثامن، المبحث الأول (ریاض: دار الہجرہ، 2004ء)، 1:214۔

مقدمہ

مصنف نے اس کتاب کا بہت عمدہ اور جامع مقدمہ پیش کیا ہے جو علوم الحدیث کی تقریباً تمام ابحاث کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ابن الملقن نے حدیث کی ضرورت اہمیت اور تبلیغ کی فضیلت کے حوالے سے نصوصِ قطعیہ کی روشنی میں بحث کا آغاز کیا ہے، مقدمہ کے مندرجات درج ذیل ہیں۔

1۔ سب سے پہلے سنت کی اہمیت وافادیت اور پھر اس کا مقام ومرتبہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں!

﴿ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ﴾[5]

(ہم نے تیری طرف ذکر نازل کیا تاکہ آپ ﷺ لوگوں کیلیے واضح کردیں جوان کی طرف نازل کیا گیا اور تاکہ وہ غوروفکر کریں۔)

2۔ احکام الحدیث سے مفتی وقاضی کے استنباط کیلیے اس بات کو ضروری قرار دیتے ہیں کہ وہ حلال وحرام، عام وخاص، مطلق ومقید اور ناسخ ومنسوخ وغیرہ کا عالم ہو۔

3۔ سنت کی حفاظت وتبلیغ کی بابت فرموداتِ نبوی ﷺ پیش کرتے ہیں۔ آں جناب ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا!

"هل بلغتُ؟ قالوا: نعم، قال: فليبلغ الشاهدُ منكم الغائبَ، فرب مبلغ أوعىٰ من سامع"[6]۔

(کیا میں نے (پیغامِ حق) پہنچا دیا؟ صحابہ نے عرض کی: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو حاضر ہیں وہ غیر حاضر تک پہنچا دیں، ہو سکتا ہے جس تک یہ پیغام پہنچے وہ ان سامعین سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔)

4۔ تدوینِ سنت کی تاریخ وتصنیفات کو ترتیب وار بیان کرتے ہیں اور ائمہِ حدیث وہ جماعت جس نے اس ضمن میں خدمات سرانجام دیں ان کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعریف وتوصیف میں وارد ہونے والی احادیث کو بھی نقل کیا ہے ارشادِ نبوی ﷺ ہے!

"لاتزالُ طائفة من أمتي ظاهرين على الحق، لايضرهم من خذلهم، حتىٰ تقوم الساعةُ" [7]۔

(میری امت کی ایک جماعت حق پر ہمیشہ قائم رہے گی۔ ان کے مخالف ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔)

5- القرآن، 44:16۔

6- یہ متفق علیہ حدیث ہے اور ابن الملقن نے اس کی "البدر المنیر" میں مکمل تخریج کی ہے۔

7- یہ حدیثِ متواتر ہے، امام مسلم نے اپنی صحیح میں سات صحابہ سے اسے روایت کیا ہے جبکہ امام بخاری بھی ان کے ساتھ متفق ہیں۔

5۔حفاظِ حدیث کے مناقب اوراخبار وآثار کے طُرق پر کلام کرتے ہیں۔مثال کے طور پر امام شافعی کے بارے میں امام فخر الدین رازی سے نقل کرتے ہیں کہ حفظ الإمام الشافعی المؤطا فی ثلاثة أيام والقرآن فی سبعة أيام[8] (امام شافعی نے تین دن میں مؤطا امام مالک اور سات دن میں قرآن حکیم حفظ کیا۔)

6۔حدیث اور کتب احادیث کی اقسام کی تعریفات کرتے ہیں۔حدیث کی معروف اقسام بلحاظ قبول ورد صحیح ،حسن،ضعیف اور مزید ذیلی اقسام کا اشاراتی تعارف کروایا ہے اور کتب احادیث کی اقسام پر بحث کرنے کی بجائے ان کے مؤلفین کے حدیث کے کو لینے کے فرق پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

7۔"فتح العزیز" کی توصیف اور "البدر المنیر" کی ترتیب پر کلام کرتے ہیں۔امام رافعی کی تعریف کے ساتھ ان کے ہم عصر یا متقدمین کی کاوشیں جو اس ضمن میں کی گئی ان کے متروکات اور تسامحات کو بھی بیان کیا ہے۔

8۔"البدر المنیر" کے مصادر ومراجع کو زیرِ بحث لائے ہیں۔ابن الملقن نے مصادر ومراجع کی بحث بڑی تفصیل کے ساتھ کی ہے تا کہ کتاب کا علمی وتحقیقی اور استنادی مقام ومرتبہ واضح ہو سکے۔تمام مصادر کو فنی درجہ بندی کی صورت میں بیان کیا ہے اور اس میں بھی اس بات کا خیال رکھا ہے کہ حدیث وعلومِ حدیث کی کتب اور فقہ واصولِ فقہ کی کتب اور دیگر علومِ اسلامیہ کی کتب کو اپنی اپنی درجہ بندی میں ذکر کیا جائے جیسے کتب جرح وتعدیل،کتب العلل،کتب المراسیل،کتب الاطراف،کتب الناسخ والمنسوخ اور کتب احادیث الاحکام وغیرہ۔

9۔ایک فصل میں ائمہِ حدیث کی ان شرائط کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے اپنی مؤطا، صحیح، جامع، سنن اور مستدرک میں ملحوظ رکھی ہیں۔ان میں سے ہر ایک کیلیے علیحدہ فصل کا اہتمام کیا ہے جیسے فصل: شرط سنن ابی عبدالرحمٰن النسائی فی (سننه)۔

10۔ایک علیحدہ فصل میں امام رافعی کے احوال وآثار بیان کیے ہیں۔اس میں امام رافعی کی ولادت سے لیکر ان کی وفات تک تمام حالات بشمول طلب وتحصیلِ علم،شیوخ وتلامذہ،مناصب ومناقب اور تصنیفات بیان کیے ہیں۔

کتاب کی ترتیب

کتاب کی ترتیب تقریباً امام رافعی کی "الشرح الکبیر" کے عین مطابق ہے۔اس (ترتیب) کے بارے میں ابن الملقن نے کتاب کے مقدمہ میں جو خود اظہار کیا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے، فرماتے ہیں:

8۔ ابن الملقن،البدر المنیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر،مقدمۃ المؤلف(ریاض: دار الہجرہ،2004ء)، 1:259-260۔

"میں نے ارادہ کیا کہ مذکورہ کتاب کی احادیث، آثار کو صحابہ کی مسانید کے مطابق ترتیب دوں پس میں نے صحابی کا تذکرہ کیا، اس سے مروی احادیث کی تعداد اور اس کے آثار کو بھی بیان کر دیا۔ میرے پیشِ نظر اس اہتمام کی دو وجوہات تھیں۔

اول: امام رافعی نے اکثر مواقع پر صرف نفسِ حدیث کو ذکر کیا ہے راوی کو حذف کر دیا ہے حالانکہ وہاں وضاحت ضروری تھی تاکہ طالبِ حدیث کی رہنمائی ہو اور اسے حدیث کی صحت کا یقین حاصل ہو۔

دوم: کسی بھی فقیہ کیلیے یہ بات مشکل ہے کہ وہ امام رافعی کی شرح میں واقع ہونے والی تمام احادیث اور آثار کی معرفت حاصل کر سکے کیونکہ ان کی تعداد مکررات کے ساتھ چار ہزار سے زائد بنتی ہے۔ اس لیے میں نے رافعی کی شرح کے مطابق اس کتاب کی ترتیب رکھی۔ لاأغيّر منه شيئاًبتقديم ولا تاخير (میں نے اس کتاب میں تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ میں نے ہر باب اور اس کی متضمن احادیث اور آثار کو ذکر کیا ہے تاکہ جب طالبِ حدیث کو "کتاب الطھارۃ" میں حدیث مطلوب ہو تو وہ "کتاب الطھارۃ" کی طرف رجوع کر اور جب اُسے "کتاب الصلوٰۃ" میں حدیث مطلوب ہو تو وہ "کتاب الصلوٰۃ" کی طرف رجوع کرے"[9]۔

امام ابن الملقن کا "البدر المنیر" میں منہج و اسلوب

فنِ تخریج ایک پیچیدہ اور وسیع علم ہے اس میں بحث کرنے والے (مخرّج) کو حدیث کی استنادی حیثیت کو واضح کرنے کیلیے کافی کلام کرنا پڑتا ہے اور بعض اوقات مختلف اسباب کی بدولت صرف اشارے کنایے سے کام چلانا پڑتا ہے جس سے طالبِ حدیث کو مقصود حاصل ہونا تقریباً ممکن ہوتا ہے۔ ابن الملقن نے اس کتاب میں اعتدال سے کام لیا ہے حدیث کی تعلیلات[10] اور اس کے متعلقات پر بحث کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ مقصود بھی حاصل ہو جائے اور بحث زیادہ طویل بھی نہ ہونے پائے۔ ائمہِ حدیث کے اقوال ذکر کرنے میں بھی اس بات کو ملحوظ رکھا ہے کہ تمام اقوال کو ذکر کرنے کی بجائے زیادہ مشہور قول ذکر کیا جائے۔ کتاب ہٰذا میں شیخ کے منہج و اسلوب کو چند عناوین کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ **باب کی احادیث کی تعداد:** کسی بھی باب کے تحت آنے والی تمام احادیث کو شمار کرتے ہیں اور ان کی تعداد ذکر کرتے ہیں۔ جیسے "باب الوضوء" کی ابتداء میں فرماتے ہیں!

9۔ نفس مصدر، مقدمۃ التحقیق، الفصل السابع، المبحث الثانی، 1:175۔

10۔ حدیث کی تعلیلات سے مراد حدیث کی ایسی پوشیدہ خامیاں ہیں جن کی وجہ سے حدیث کی صحت مشکوک ہو جائے جیسے راوی کا وہمی ہونا وغیرہ۔

"ذکر فیه رحمه الله من الأحادیث واحداً و ستین"[11]۔

(امام رافعی نے)اس باب میں اکسٹھ احادیث بیان کی ہیں۔)

2۔حدیث کے طرق کی تعداد: حدیث کو مکمل سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اس پر کلام کرنے سے پہلے اس کے تمام طرق کو شمار کرتے ہیں۔ جیسے "باب الماء الطاهر "کی پہلی حدیث "البحرهو الطهور ماءه"(سمندکا پانی پاک ہے)کے طُرق کے متعلق فرماتے ہیں: "مروی من طرق الذی یحضر نامنها تسعة"[12]۔

(اس روایت کے ہم نے نو طرق جمع کیے ہیں۔)

بلکہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس حدیث کو کتنے اشخاص نے روایت کیا ہے۔ جیسے "باب الوضوء" کے تحت آنے والی پہلی حدیث:"انماالاعمال بالنیات۔۔۔"کے تحت راویانِ حدیث کے نام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والخلائق لایحصون کثیرة" [13].

(اس کو روایت کرنے والوں کا شمار ممکن نہیں ہے۔)

3۔حدیث کے صحیح، حسن اور غریب ہونے کی اطلاع

زیادہ تر احادیث پر کلام کی ابتداء میں ہی اس کی صحت کے اعتبار سے حیثیت کے بارے میں بتادیتے ہیں۔ جیسے "باب الماء الطاهر "کی پہلی حدیث: البحرهو الطهور ماءه(سمندر کا پانی پاک ہے)کے متعلق پہلی بات یہی بیان فرماتے ہیں!

"هٰذاالحدیث صحیح جلیل"[14] -

(یہ حدیث صحیح اور جلیل القدر ہے۔)

4۔ صحیحین(بخاری و مسلم)کی طرف نسبت

جب حدیث صحیحین میں موجود ہو تو اس کو شیخین(امام بخاری وامام مسلم)کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب نہیں کرتے ہاں اگر کہیں بہت ضروری ہو تو ان کے علاوہ کی طرف بھی منسوب کر دیتے ہیں۔ جیسے "باب الماء الطاهر "کی دوسری حدیث:انه توضع بئربضاعة(آپ ﷺ نے بئرِ بضاعہ[15] کے پانی سے وضو فرمایا)کو صحیح اور مشہور قرار دیتے ہیں

---

[11]- ابن الملقن،البدر المنیر فی تخریج أحادیث الشرح الکبیر،کتاب الطهارة،باب الوضوء(ریاض:دار الہجرہ،2004ء)، 654:1۔

[12]- ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب الطهارة، باب الماء الطاهر، 348:1۔

[13]- نفس مصدر، کتاب الطهارة، باب الوضوء، 654:1۔

[14]- نفس مصدر، کتاب الطهارة، باب الماء الطاهر، 348:1۔

[15]- بئر بضاعہ وہ کنواں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا، لوگ اس کے پانی کو شفاء کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

لیکن شیخین کی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ اس کو مسندِ امام احمد بن حنبل، جامع ترمذی، سنن ابو داؤد، سنن نسائی، سنن دارقطنی، سننِ بیہقی اور مستدرکِ حاکم کی طرف منسوب کرتے ہیں[16]۔

5۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب کی طرف نسبت

اگر حدیث صحیحین میں مذکور نہ ہو تو اس کی نسبت اصحابِ سنن، اصحابِ مسانید اور اصحابِ معاجم میں سے جس نے اس حدیث کو نقل کیا اس کی طرف کرتے ہیں لیکن ان میں سے اصحابِ سننِ اربعہ کو فوقیت دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اہم بات یہ ہے کہ صرف منسوب نہیں کرتے بلکہ ان اصحاب نے اس حدیث کی صحت پر جو حکم لگایا ہے اس کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیسے "باب الماء الطاہر" کی دوسری حدیث: انه توضع بئربضاعة (آپ ﷺ نے بئرِ بضاعہ کے پانی سے وضو فرمایا) کو اصحابِ حدیث کی طرف منسوب کرنے کے بعد اس کی صحت کی بابت ان کے کلام کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: "هٰذاحديث حسن" جبکہ دوسرے نسخہ کے مطابق امام ترمذی فرماتے ہیں: "هٰذاحديث صحيح"۔ اسی حدیث کے بارے میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: "هٰذا حديث صحيح"۔[17]

6۔ ناقلینِ حدیث کے الفاظ کی تعیین

اکثر مقامات پر حدیث کو نقل کرنے والے محدث و امام کے الفاظ کی تعیین کرتے بھی نظر آتے ہیں کہ (لفظ البخاری) یہ بخاری کے الفاظ ہیں، (لفظ المسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

7۔ "وفی روایۃ" کے الفاظ سے مختلف طُرقِ روایت کا بیان

ابن الملقن کا ایک خصوصی اسلوب یہ ہے کہ مختلف طُرق سے آنے والی روایات کے لفظی فرق کو "وفی روایۃ" کے الفاظ سے واضح کر دیتے ہیں۔ مثلاً ابو موسیٰ اشعری کی حدیث "دخلتُ علیٰ النبیﷺ، وطرف السواک علیٰ لسانه" کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وفی روایة بخاری(رأيته يستن بسواک بيده،يقول:أُع أُع والسواک کأنه فيه يتهوع- وفی راية لابن حبان،ابن خزيمه والنسائی(عأعأ)-

وفی رواية للجوزقی فی صحيحه(أخ أخ)-

وفی روايةلأبی داؤد(أُه أُه)"-[18]

---

[16] ۔ ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب الطھارۃ، باب الماء الطاھر، 349:1۔

[17] ۔ نفس مصدر، کتاب الطھارۃ، باب الماء الطاھر، 382:1۔

[18] ۔ ابن الملقن، نفس مصدر، مقدمۃ التحقیق، الفصل السابع، المبحث الثانی، 178:1۔

ابن الملقن نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے دیگر طرق کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے لفظی تفاوت کو بھی واضح کر دیا۔

8۔ ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان کے مؤقف کی تصریح

ابن الملقن کا یہ اسلوب بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اکثر مقامات پر انہوں نے اس اسلوب کو اختیار کیا ہے ہر وہ حدیث جو ان دونوں کی صحیحین (صحیح ابنِ خزیمہ اور صحیح ابنِ حبان) میں وارد ہوئی اور ان احادیث کی تصحیح کے متعلق جو مؤقف ان دونوں ائمہ نے اختیار کیا اس کو بطورِ خاص بیان کیا اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان دونوں ائمہ کا مؤقف اکثر مواقع پر یکساں ہے۔ جیسے "باب بیان النجاسات والماء النجس" کی تیسری حدیث "اذاوقع الذباب فی إناء أحدكم، فامقلوه،فإن فی أحدجناحیه شفاء، وفی الآخرداء، وأنه یقدم الداء(جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گرتی ہے تو اس کو ڈبو دو، کیونکہ اس کے ایک پَر میں شفاء ہے اور دوسرے پَر میں بیماری ہے اور وہ گرتے وقت بیماری والے پَر کو پہلے گراتی ہے) کی تخریج کرتے وقت بیان کرتے ہیں!" امام بخاری اور امام ابو داؤد کے علاوہ ابنِ خزیمہ اور ابن حبان نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مرفوع ذکر کیا ہے۔ ان دونوں کے ذکر کردہ الفاظ یہ ہیں: إذاوقع الذباب فی إناء أحدكم فليغمسه فإن فی أحدجناحيه داء، وفی الآخرشفاء، فإنه يتقی الذی فيه الداء،فليغمسه كله،ثم ينزعه كله(جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گرتی ہے تو اس کو ڈبو دو، کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری ہے اور دوسرے پَر میں شفاء ہے پس وہ اپنے اس پَر کو جس میں بیماری ہوتی ہے (برتن کی طرف آگے بڑھا کر) بچاؤ کرتی ہے پس اس ساری کو ڈبو دو پھر اس ساری کو نکال دو) اور اس میں زیادہ اہم بات یہ ہے کہ صحیح ابنِ خزیمہ اور صحیح ابنِ حبان کی روایت امام رافعی القزوینی کی بیان کردہ روایت کے موافق ہے"۔[19]

9۔ "حدیث الغریب" یا "غریب الحدیث" کی اصطلاح کا اطلاق

کسی بھی حدیث پر لفظ "غریب" کے اطلاق میں ابن الملقن کا اُسلوب پانچ مختلف صورتوں پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں۔

پہلی صورت: ابن الملقن نے ان احادیث پر "غریب" کا لفظ استعمال کیا ہے جن کا مخرِج معروف نہ ہو اور اس کے راوی کا علم نہ ہو۔ مثلاً

الف) کتاب الجمعۃ کی حدیث نمبر سات جو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: "إذا اجتمع أربعون رجلاً فعليهم الجمعة" (جب چالیس بندے جمع ہو جائیں تو ان پر جمعہ ہے) اس کی بابت ابن الملقن فرماتے ہیں: "هٰذاالحديث

19۔ ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب الطھارۃ، باب بیان النجاسات والماء النجس، 1:453۔

غریب، لم أرمن خرجه بعد البحث عنه"[20] (اس حدیث کے متعلق تلاش کے بعد (میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ) یہ غریب حدیث ہے اور اس کے کسی مُخرِج کو میں نہیں جانتا۔)

اوراس حدیث کی غرابت کی وجہ سے امام رافعی نے اِسے صاحبِ تتمہ[21] کی طرف منسوب کیا ہے فرماتے ہیں: ھٰذاالحدیث اورده فی التتمة[22](اس حدیث کو تتمہ میں روایت کیا گیا ہے۔)

ب) کتاب الصلوٰۃ کے "باب صفۃ الصلوٰۃ" کے تحت حدیث نمبر چھبیس جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "أمرنارسول اللهﷺأن نقرأبفاتحةالكتاب فی كل ركعة(رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھیں)۔ اس کی بابت ابن الملقن فرماتے ہیں: "ھٰذاالحدیث غریب بھٰذااللفظ، لایحضرنی من خرجه بعدشدة البحث عنه"[23](یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ غریب ہے اور مجھے اس کے متعلق بسیار کوشش کے باوجود کوئی اس کا مخرج نہیں ملا)۔ ابن الجوزی (م597ھ) نے اپنی کتاب "التحقیق[24]" میں اس حدیث کو اصحابِ فقہاء کی طرف منسوب کیا ہے۔

ج) کتاب الھبات کی حدیث نمبر گیارہ "سوّوا بين أولادكم فی العطية فلوكنتُ مفضلاً أحداً لفضلتُ البنات" (اپنی اولاد کے درمیان تحفہ دینے میں برابری کرو پس اگر میں کسی ایک کو فضیلت دیتا تو بیٹیوں کو فضیلت دیتا) ہے۔

قاضی حسین[25] نے اپنی روایت میں اس حدیث کو زیادہ غریب کہا ہے۔ ابن الملقن فرماتے ہیں: لم أرمَن خرّجها (میں اس کے کسی مُخرِج کو میں نہیں جانتا)۔ اور یہ روایت اس طرح ہے "سووا بين أولادكم فی العطية حتیٰ القُبل[26]"۔ (اپنی اولاد کے درمیان تحفہ دینے میں برابری کرو یہاں تک کہ بوسہ دینے میں بھی (برابری رکھو۔))

20- نفس مصدر، مقدمۃ التحقیق، الفصل السابع، المبحث الخامس، 184:1۔

21- یہ علامہ شیخ الشافعیہ عبد الرحمن بن مامون بن علی ابو سعد متولی (م378ھ) ہیں جو فقہ، اصولِ فقہ اور مقارنہ بین المسالک میں خاص شہرت کے حامل تھے، ان کی مشہور تصانیف میں "مختصر فی الفرائض" اور "التتمة" ہیں۔

22- ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب الجمعۃ، الحدیث الثامن، 596:4۔

23- نفس مصدر، کتاب الصلاہ، الحدیث السادس بعد العشرین، 550:3۔

24- کتاب کا پورا نام "التحقیق فی أحادیث الخلاف" ہے جو علامہ عبد الرحمان بن علی بن محمد الجوزی (م597ھ) کی تصنیف ہے۔

25- ان کا نام قاضی ابو عبد اللہ حسین بن اسماعیل محاملی ضبی (م330ھ) موصوف بغداد میں امام بخاری کے آخری شاگرد ہیں۔

26- ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب الھبات، الحدیث الحادی عشر، 134:7۔

د) کتاب الحجر کی حدیث نمبر آٹھ "رُوی أنهﷺقال:لایشتری الوصی من مال الیتیم(روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وصی یتیم کے مال سے خرید و فروخت نہیں کرے گا) ہے۔
اس کی بابت ابن الملقن فرماتے ہیں:"هٰذاالحدیث غریب،لم أرمن خرجه بعدالبحث الشدید عنه"[27]- (یہ غریب حدیث ہے اس حدیث کے متعلق بہت تلاش کے باوجود اس کے کسی مُخرِج کو میں نہیں جانتا۔)
دوسری صورت: کبھی غریب کا اطلاق اُس حدیث پر کرتے ہیں جس حدیث کو اصحاب سُنن اور اصحابِ مسانید نے روایت نہ کیا ہو جیسے باب الاستنجاء کی چودہ نمبر حدیث "إتقوالملاعن وأعدواالنبل"[28]۔ (لعنت سے بچو اور (استنجاء کے لیے) پتھر تیار رکھو)[29] ہے، اس حدیث کی بابت ابن الملقن فرماتے ہیں:" هٰذاالحدیثُ تبع الإمام الرافعی فی إیراده إمام الحرمین وهوغریب ولم یخرجه أحد من السنن ولاالمسانیدو إنما رواه ابن أبی حاتم فی(علله)"[30]- (اس حدیث کو امام رافعی امام الحرمین کی اتباع میں لے کر آئے ہیں اور وہ یعنی امام الحرمین غریب ہیں اور اصحابِ سُنن و مسانید میں سے کسی نے اُن سے روایت نہیں لی جبکہ اس حدیث کو ابنِ ابی حاتم[31] نے اپنی "علل" میں روایت کیا ہے۔)
تیسری صورت: کبھی لفظِ غریب کا اطلاق شدید ضعیف حدیث پر کرتے ہیں مثال کے طور پر کتاب النکاح کے "باب فیمایملک الزوج من الاستمتاعات" کی حدیث نمبر چھ کے ضمن میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت درج ذیل ہے۔"قال رسول اللهﷺسبعة لاینظرالله إلیهم یوم القیامة ولایزکیهم ولایجمعهم مع العالمین ویدخلهم النار الداخلین إلا أن یتوبوا إلا أن یتوبوا إلا أن یتوبوا فمن تاب تاب الله علیه:الناکح یده والفاعل والمفعول به ومدمن الخمروالضارب أبویه حتٰی یستغیثا والمؤذی جیرانه حتٰی یلعنوه والناکح حلیلة جاره"[32](رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں پاک صاف کرے گا اور نہ ان کو لوگوں کے ساتھ جمع کرے گا اور ان کو دوزخ میں پہلے داخل ہونے والوں میں داخل فرمائے گا مگر یہ کہ وہ توبہ کر لیں مگر یہ کہ وہ توبہ کر لیں مگر یہ کہ وہ توبہ کر لیں پس جو توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے:

27- نفس مصدر، کتاب الحجر، الحدیث الثامن،6:677۔
28- نفس مصدر، کتاب الطھارۃ، باب الاستنجاء،2:333۔
29- "الملاعن" کا مطلب ہے ایسی جگہ جہاں قضائے حاجت کرنے سے بندہ لوگوں کی لعنت کا نشانہ بنے جیسے کسی ایسے پانی کے پاس قضائے حاجت کرنا جہاں سے لوگ پانی پیتے ہوں یا کسی سایہ دار درخت کے نیچے جہاں لوگ بیٹھتے ہوں اور "النُبل" نون کے ضمہ کے ساتھ، اس سے مراد ایسے چھوٹے پتھر ہیں جن کے ذریعے استنجاء کیا جاتا ہے۔
30- ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب الطھارۃ، باب الاستنجاء،2:333۔
31- ان کا پورا نام حافظ ابو محمد عبد الرحمان بن ابی حاتم محمد بن ادریس حنظلی رازی (م 327ھ) ہیں ان کی مشہور تصانیف **کتاب العلل، الفوائد الکبریٰ اور تفسیر ابن ابی حاتم** ہیں۔
32- ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب النکاح، باب فیمایملک الزوج من الاستمتاعات،7:662۔

1)اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والا(مُشت زنی)

2)لواطت کرنے والا

3)لواطت کروانے والا

4)شراب کا عادی

5)اپنے والدین کو مارنے والا یہاں تک کہ وہ مدد طلب کرنے لگے

6)اپنے ہمسائے کو ایذاء پہنچانے والا یہاں تک کہ وہ اِس پر لعنت کرنے لگے

7)ہمسائے کی بیوی سے زنا کرنے والا۔

اس حدیث کی بابت ابن الملقن فرماتے ہیں: هٰذاحديث غريب وإسناده لايثبت بمثله حجة، حسان بن حميرمجهول ومسلمة وعلىٰ ضعفهما الازدى من أجل هٰذا الحديث وساقه ابن الجوزى فى(علله)"[33]- (یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد قابلِ حجت نہیں، حسان بن حمیر (جو مجہول راوی ہے)اور مسلمہ دونوں کے ضعف میں اس حدیث کی بدولت اضافہ ہوا ہے اور اس روایت کو علامہ ابنِ جوزی "العلل"[34] میں لانے والے ہیں۔)

چوتھی صورت: کبھی لفظِ غریب کا اطلاق سند پر کرتے ہیں مثلاً کتاب النکاح کے "باب النھی عن الخطبۃ علیٰ الخطبۃ والأمر بالنصح إذا استنصح"کی حدیث نمبر چار کی توضیحی بحث کے ضمن میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:"دعواالناس يصيب بعضهم من بعض وإذا استنصحك أخوك فانصح له"[35]۔ (لوگوں کو چھوڑدو کہ وہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچائیں اور جن آپ کا(مسلمان) بھائی آپ سے نصیحت(مشورہ) طلب کرے تو اسے نصیحت کیجیے۔)

امام ابو نعیم اصبہانی[36](م430ھ) اپنی کتاب "معرفۃ الصحابۃ" میں مالک ابو السائب ثقفی[37] کے احوال میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے[38]۔

33- نفس مصدر، کتاب النکاح، باب فیما یملک الزوج من الاستمتاعات، 7:662۔

34- "العلل المتناهية فى الأحاديث الواهية" علامہ ابن جوزی کی تصنیف ہے۔

35- ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب النکاح، باب النھی عن الخطبۃ علی الخطبۃ والأمر بالنصح إذا استنصح، 7:526۔

36- پورا نام احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران الاصفہانی (م430ھ) تھا ان کی سب سے مشہور کتاب "**دلائل النبوۃ**" ہے اس کے علاوہ بھی کئی اہم کتابیں تحریر کیں جیسے **الاربعین**، **الفوائد**، **معرفۃ الصحابہ** اور **معجم الشیوخ** وغیرہ۔ میری تحقیق کے مطابق "اصفہان" کی نسبت سے اصفہانی ہے نہ کہ اصبہانی۔

37- یہ معروف محدثِ کوفہ عطاء بن سائب(م136ھ) کے جدِ امجد(پردادا) ہیں جن سے یحییٰ بن معین، امام بخاری اور امام احمد بن حنبل کے علاوہ کئی دیگر محدثین نے بھی روایات لی ہیں۔

38- امام ابو نعیم اصبہانی، عطاء بن السائب کی حدیث ذکر کرتے ہیں وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"من لقن عند الموت شهادة أن لااله إلاالله دخل الجنة"لیکن مذکورہ حدیث"دعوا الناس يصيب

ابن الملقن اس حدیث کی بابت ابو نعیم اصبہانی کی رائے کو ذکر کرنے کے بعد خود فرماتے ہیں:

"وھٰذاطریق غریب"[39]- (یہ کمزور سلسلۂ حدیث ہے۔)

پانچویں صورت: کبھی غرابت کا اطلاق متن پر یا اس حدیث میں زیادتی پر یا حدیث کے الفاظ پر کرتے ہیں اسکی مثالیں درج ذیل ہیں۔

الف)باب الاحداث کی حدیث نمبر نو(9)جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرویات میں سے ہے:"رُوی أنهﷺقال:من استجمع نوماًفعليه الوضوء(جو سوجاتاہے اس پر وضوء ہے۔)

اس حدیث کی بابت ابن الملقن فرماتے ہیں:هٰذاالحديث غريب بهٰذااللفظِ ورواه بنحوه البيهقى من حديث ابى هريرةرضى الله عنه مرفوعاً "من استحق النوم وجب عليه الوضوء[40]"۔(یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ غریب ہے جبکہ امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے: من استحق النوم وجب عليه الوضوء(جو سوگیا اس پر وضوء واجب ہوگیا))۔

ب)کتاب الغصب کی حدیث نمبر آٹھ جس کے راوی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں"لامھرلبغی"(طوائف کا کوئی مہر نہیں ہے)۔

اس حدیث کی بابت ابن الملقن فرماتے ہیں:هٰذاالحديث بهٰذااللفط،لاجرم قال الرافعى المشهور فى لفظ الخبر"أنه نهىٰ عن مهرالبغى" لاكما أورده فى الكتاب يعنى الوجيز وكذا قال فى"تذنيبه" أنه لاذكرله فى كتب الحديث والمشهورما فى الصحيحين عن ابنِ مسعود رضى الله عنه مرفوعاً"نهى عن ثمن الكلب ومهرالبغى"[41]. (یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ غریب ہے،کوئی حرج کی بات نہیں امام رافعی فرماتے ہیں کہ حدیث کے مشہور الفاظ یہ ہیں" أنه نهى عن مهرالبغى " نہ کہ وہ الفاظ جو انہوں نے اپنی کتاب "الوجیز" میں ذکر کیے ہیں اور اسی طرح اپنی کتاب تذنیب[42] میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا کُتبِ احادیث میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا اور صحیحین میں عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی مشہور و مرفوع

بعضهم من بعض وإذااستنصحك أخوك فانصح له"کو ذکر نہیں کرتے جس سے ابن الملقن نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ طریق غریب ہے کیونکہ اگر عطاء بن سائب کی اپنے جدِامجد مالک ابو اسائب ثقفی سے اس حدیث کے علاوہ کوئی مرویات ہوتیں تو اس کا ضرور تذکرہ کرتے۔

39- ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب النکاح، باب النھی عن الخطبۃ علی الخطبۃ والامر بالنصح إذا استنصح، 526:7۔

40- نفس مصدر، کتاب الطھارۃ، باب الاحداث، 433:2۔

41- نفس مصدر، کتاب الغضب، الحدیث الثامن، 6:772-773۔

42- "**تذنیب**"امام رافعی قزوینی کی تصنیف ہے جو تاحال غیر مطبوع ہے۔

روایت کے الفاظ یہ ہیں" أنه نہیٰ عن ثمن الکلب و مهر البغی " (آنجناب ﷺ نے کُتے کی قیمت اور طوائف کے مہر سے منع فرمایا۔)

10۔حدیث پر حکم فقہی کا اطلاق

ابن الملقن حدیث سے مستنبط ہونے والے حکمِ فقہی کو بھی بیان کرتے ہیں اگرچہ انہوں نے اس اسلوب کو بہت کم اختیار کیا ہے لیکن کسی کسی جگہ پر اچھے انداز سے کیا ہے۔جیسے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ والی حدیث"أن رسول اللهﷺ کان یصلی وهوحامل أُمامه بنتِ زینب بنتِ رسول اللهﷺ فاذا قام حملها وإذا سجد وضعها"(کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی نواسی اُمامہ بنتِ زینب کو اٹھا کر نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو اس کو اٹھا لیتے اور جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو اس کو نیچے اتار دیتے۔)

ابن الملقن اس حدیث کی بابت فرماتے ہیں:یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اٹھانے والے کا بچے کے پیشاب وغیرہ سے بچنا ممکن نہیں ہوتا جبکہ اللہ کے رسول ﷺ محفوظ تھے اور آپ ﷺ کو اس کی سلامتی کا علم تھا تاہم اس میں مزید غور و فکر کی گنجائش ہے کہ آپ ﷺ کی خصوصیت کی کونسی دلیل ہے[43]۔

ابن الملقن کا ائمہ حدیث پر نقد اور استدراک

ابن الملقن ایک عظیم شخصی قوت کے مالک تھے اور اپنے علمی اجتہاد کی بناء پر ائمہ و محدثین پر نقد بھی کرتے اور ان کی گرفت بھی کرتے۔وہ تقلیدِ محض کے قائل نہ تھے کہ صرف دوسروں کی آراء اور اقوال نقل کر دیے بلکہ وہ اس فن کے امام ہیں اس لیے اپنی رائے بھی دیتے اور دوسروں کی غلطی پر متنبہ بھی کرتے ہیں۔"البدر المنیر" میں اس کی کئی امثلہ ہیں مثلاً

الف۔باب الأوانی کی پہلی حدیث"أنهﷺ مر بشاة(میتة)لمیمونة،فقال:هلاأخذتم إهابها،فدبغتموه(فانتفعتم)به-فقیل: إنها میتة! فقال:أیما إهاب دُبغ فقدطُهر"(آپ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی (مردہ) بکری کے پاس سے گزرے،تو فرمایا: کیا تم نے اس کی کھال اتار لی ہے پس تم اس سے دباغت کے ذریعے (نفع) حاصل کر لیتے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یہ تو مردہ ہے تب آپ ﷺ نے فرمایا جس کھال کو دباغ لیا جائے پس وہ پاک ہو گئی۔)

اس حدیث کی دیگر مرویات اور الفاظ کے تفاوت[44] کو بیان کرنے کے بعد خلاصہ کلام یوں بیان کرتے ہیں۔

"أن الشاة لمیمونة، صحیحة موجودة، وغَلِط من غلّطه فی ذٰلك"[45]۔

(کہ وہ بکری حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی تھی یہی بات درست ہے اور جس نے اس کو غلط کہا ہے وہ غلطی پر ہے۔)

43- ابن الملقن، نفس مصدر، مقدمۃ التحقیق، الفصل السابع، المبحث الثامن، 198:1۔

44- الفاظ کا تفاوت یہ ہے کہ کسی روایت کے مطابق میمونہ رضی اللہ عنہ کی بکری تھی اور کسی روایت کے مطابق ان کی لونڈی تھی۔

45- ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب الطھارۃ، باب الأوانی، 1:578-582۔

ب۔ حدیث "ولا یحتکر إلا خاطئی "(اور ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا مگر (جان بوجھ کر) گناہ کرنے والا۔)

اس حدیث کی بابت ابن الملقن فرماتے ہیں کہ بدرالموصلی[46] نے اس حدیث کو اپنی کتاب "المغنی" میں یہ کہتے ہوئے روایت کیاہے کہ راوی جب راوی حدیث کی مخالفت کرے تو یہ اس روایت کے نسخ اور ضعف کی دلیل ہے جبکہ میرا کہناہے:الراجح فی الأصول أن العبرة بما روىٰ لابما رأى(اصولِ(حدیث)میں راجح بات یہ ہے کہ(راوی)کی روایت کا اعتبار ہو گا نہ کہ اس کی رائے کا۔)

ج۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث،وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"أربع من سنن المرسلین الختان والسواك والتعطروالنكاح"(چار چیزیں نبیوں کی سنتوں میں سے ہیں ختنے،مسواک،خوشبو اور نکاح)۔اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیاہے اور وہ کہتے ہیں: هٰذاحدیث حسن غریب(یہ حدیث حسن غریب ہے۔)

اس حدیث کی بابت ابن الملقن فرماتے ہیں:ترمذی کا اس حدیث کو حسن کہنا قابلِ قبول نہیں ہے کیونکہ حجاج بن أرطاۃ بہت ضعیف(راوی)ہے اور ابو الشمال مجہول(راوی)ہے۔[47]

صاحب "الشرح الکبیر" امام ابو القاسم رافعی القزوینی(م623ھ)کی مطابقت

ابن الملقن کے اسلوب کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ ایک حدیث کے تمام طرق بیان کرتے ہیں ان کو شمار بھی کرتے ہیں اور دیگر مرویات کے لفظی فرق کو بھی واضح کرتے ہیں اوران میں ترجیح اگرچہ شیخین کو دیتے ہیں لیکن وہ طرق جو امام ابو القاسم رافعی القزوینی کی روایت کے موافق ہو اسے ترجیحاًبیان کرتے ہیں کیونکہ وہ صاحب کتاب ہیں اوران کا مقام ومرتبہ بھی مسلم ہے۔جیسے باب الآوانی کی پہلی حدیث"

> أنه ﷺ مربشاۃ(میتة)لمیمونة،فقال:هلا أخذتم إهابها،فدبغتموه (فانتفعتم)به-فقیل: إنها میتة! فقال: أیما إهاب دُبغ فقدطُهر"
>
> (آپ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنھا کی (مردہ) بکری کے پاس سے گزرے،تو آپ ﷺ نے فرمایا:کیاتم نے اس کی کھال اتارلی ہے پس تم اس سے دباغت کے ذریعے (نفع) حاصل کرلیتے،آپ ﷺ سے پوچھاگیا:یہ تو مردہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایاجس کھال کو دباغ لیاجائے پس وہ پاک ہوگئی۔)

اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے پہلے امام بخاری ومسلم کے الفاظ ومرویات پر بحث کرتے ہیں پھر امام نسائی کی روایت کو بیان کرتے ہیں اس کے راوی بھی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں:

46- پورانام ابو حفص عمر بن علی بدرالموصلی ہے،علامہ سیوطی نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار نہیں کیا۔

47- ابن الملقن،نفس مصدر،مقدمۃ التحقیق،الفصل السابع،المبحث التاسع،202:1۔

"مرّ رسول اللهﷺبشاة لميمونة ميتة،فقال:ألا أخذتم إهابها،فدبغتموه، فانتفعتم به"یہ روایت (امام نسائی کی)اُس روایت کے موافق ہے جو امام رافعی نے "الشرح الکبیر" میں ذکر کی ہے۔اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بکری حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی تھی نہ کہ اُن کی لونڈی کی[48]۔

عنوان سے متعلق قرآنی آیات کا ذکر

ابن الملقن نے امام رافعی کی اتباع میں کتاب کے پہلے باب کا آغاز آیاتِ قرآنیہ سے کیا ہے باقی کتاب میں ان کا یہ مستقل معمول نہیں ہے اس سے مقصود صرف تتبع نہیں بلکہ طالب علم کی ذہنی کیفیت پر اثر انداز ہونا ہے کیونکہ کتاب کے پہلے باب کے آغاز میں ہی نصِ قرآنی کا ذکر اس بات کا اشارہ ہے کہ قرآن واحادیث میں کس قدر موافقت ہے۔نمونہ کے طور پر بابِ اول کی مثال درج ذیل ہے۔کتاب کی ابتداء "باب الماء الطاهر" سے ہوتی ہے جس کے ضمن میں ابن الملقن نے دو آیات ذکر کی ہیں۔

1۔﴿ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِۦ﴾[49]

(اور وہ تم پر آسمان سے پانی برساتا ہے تاکہ اس کے ذریعے تم کو پاک کر دے۔)

2۔﴿وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُورًا﴾[50](اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل کیا۔)

تاہم ابن الملقن نے اسے مستقل اسلوب کے طور پر اختیار نہیں کیا جیسے پہلی جلد کتاب الطہارہ کے علاوہ تمام ابواب کا آغاز نص قرآنی سے نہیں کیا اور نہ ہی درمیان میں آیات کو لے کر آئے کیونکہ بنیادی طور پر وہ کتاب کے مخرج ہیں نہ کہ شارح۔

طرقِ حدیث کی تلاش کی انتہائی کوشش

ابن الملقن نے اپنی اس کتاب کی تالیف میں پوری توانائی صرف کی کیونکہ وہ ایک ایک حدیث کے طرق کو جمع کرنے میں اپنی بساط کے مطابق انتہائی کوشش کرتے اور انہوں نے اس بارے میں خود کئی مقامات پر تصریح فرمائی ہے کہ:

"إنه ربما كان يبحث عن الحديث او الأثر عدة سنين"[51]۔

(وہ اکثر اوقات حدیث یا اثر کی تلاش میں کئی سال صرف کر دیتے۔)

48۔ نفس مصدر، کتاب الطھارۃ، باب الأواني، 1:578-580۔

49۔ القرآن، 8:11۔

50۔ نفس مصدر، 25:48۔

51۔ مصطفیٰ ابو الغیظ، ابو محمد، ابو عمار، مقدمۃ التحقیق، الفصل الثامن، المبحث الاول، 1:214۔

اس میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے کہ احادیث کے طرق کو جمع کرنا محدث کے لیے حدیث کے علل کو بیان کرنے میں معاون ہوتا ہے کیونکہ محدثین کے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ: الحدیث اذالم تجمع طرقه لم یتبین ضعفه-(جب تک حدیث کے طرق جمع نہ ہوں اس کا ضعف واضح نہیں ہوتا۔)

البدر المنیر کے مختصرات

شیخ ابن الملقن نے بذاتِ خود اس کتاب کے دو مختصرات لکھے۔

1۔**خلاصۃ البدر المنیر:** ابن الملقن نے جہاں تفصیلی کتب لکھیوہاں بہت ساری کتابوں کے خلاصے بھی لکھے یہاں تک کہ اپنی کتب کے بھی خود خلاصے لکھتے ہیں شاید کتاب لکھنے کے بعد ان کو احساس ہوتا کہ وقت کی قلت اور غیر ضروری تفصیلات طالب علم کو اکتسابِ فیض سے محروم نہ کردیں اگرچہ خلاصہ لکھنا ایک علمی رجحان بھی تھا۔اس کتاب کو ابن الملقن نے اپنی کتاب "البدر المنیر" سے مختصر کیااور اس کے اختصار کا سبب اسی خلاصہ کے مقدمہ میں خود بیان کیا !

"أن العمرقليل والعلم بحرمداه طويل والهمم فاترة والرغبات قاصرة والمستفيد قلييل والحفيظ كليل فترى الطالب ينفرمن الكتاب الطويل، ويرغب فى القصير و يقنع باليسير "[52]-

(زندگی مختصر ہے اور حرمدہ کا علم لمبا ہے،خواہشات ہلکی ہیں،رغبات مختصر ہیں،فائدہ اٹھانے والا کم ہے اور بچانے والا کمزور ہے پس تو دیکھے گا کہ طالب علم طویل کتاب سے دور بھاگتا ہے اور وہ چھوٹی کتاب میں راغب ہوتا ہے اور آسان پر قناعت کرتا ہے)۔

ابن الملقن نے طالب علموں کی سہولت کیلیے اس خلاصہ کی ضخامت کو اصل کتاب کے تقریباًدسویں حصے تک محدود کردیا تاکہ طلباء کیلیے اس کو حفظ کرنا آسان ہوجائے اوراساتذہ کیلیے ایک سرمایہ بن جائے شیخ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی بابت استخارہ کیااور قول، فعل اور غلطی سے بچنے کیلیے اس کی توفیق کا سوال کیااور اس کتاب کی تالیف زیادہ صحیح اورزیادہ احسن طُرق کو ذکر کرتے ہوئے شروع کی اور قابلِ ترجیح اقوال کا سہارالیا مثلاً:

الف) "متفق علیہ" سے اُس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو امام بخاری اورامام مسلم صحیحین میں روایت کریں۔

ب) "رواہ الاربعۃ" سے اُس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو امام ترمذی اپنی جامع میں اورامام ابوداؤد،امام نسائی اورامام ابن ماجہ اپنی اپنی سُنن میں ذکر کریں۔

ج) "رواہ الثلاثۃ" سے اُس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو امام ترمذی اپنی جامع میں اورامام ابوداؤد اورامام نسائی نے اپنی اپنی سُنن میں ذکر کریں۔

د) "غریب" سے اُس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کا راوی شیخ کو معلوم نہ ہو۔

---

[52]- نفس مصدر،1:171۔

خلاصہ کی ترتیب

ابن الملقن نے اپنے اس خلاصہ کی ترتیب اصل کتاب یعنی امام رافعی کی کتاب "الشرح الکبیر" کی ترتیب پر رکھی ہے اگرچہ اس میں کافی احادیث باب کی مناسبت سے ذکر نہیں کی گئیں اس کے باوجود ان کی ترتیب کو مقدم رکھا گیا ہے اور اس کی خبر خود دیتے ہیں:

وھٰذا المختصر علیٰ ترتیب أصله لاأغیر منه شیئاًبتقدیم ولاتأخیر۔

(یہ خلاصہ اصل کتاب کی ترتیب پر ہے میں اُس (اصل کتاب) سے تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے کوئی چیز تبدیل نہیں کی۔)

شیخ کے اس اسلوب سے ان کی نظر میں امام رافعی کا بلند مقام ومرتبہ تو واضح ہوتا ہے لیکن کتاب کی ترتیب میں نقص باقی رہ گیا ہے۔

ضروری وضاحت کا اُسلوب

اس خلاصہ کی ایک اہم بات یہ ہے کہ یہ بہت زیادہ مختصر نہیں ہے بلکہ اس میں ضروری وضاحت موجود ہے اور اس کی اطلاع خود دیتے ہیں:

"وھٰذا المختصر أسلك فیه طریق الإیضاح قلیلاً لا لِاختصارجداً"

میں نے اس خلاصہ میں تھوڑی بہت (ضروری) وضاحت کے اسلوب کو اختیار کیا ہے نہ کہ بہت زیادہ اختصار (کے اسلوب کو)۔

2۔المنتقی من خلاصة البدر المیز

اس کتاب کی وجہِ تالیف بھی شیخ البدرالمنیر کے خلاصہ کے مقدمہ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

"فقد لخصته فی کراریس لطیفة مسمی باالمنتقی" [53]۔

(پس میں نے اس کی ایک لطیف جلد میں تلخیص کی جس کا نام المنتقی رکھا۔)

2۔المحرر المذھب فی تخریج أحادیث المھذب

"المھذب" امام ابواسحاق شیرازی[54](م476ھ) کی تالیف ہے جو انہوں نے فقہ شافعی کی تائید میں لکھی۔ "المھذب" کی بابت ابن الملقن کا خود یہ کہنا ہے!

"والمذھب فی الفقه الشافعی،لأبی إسحاق الشیرازی" [55]۔

53۔ نفس مصدر، مقدمۃ التحقیق، الفصل السابع، المبحث الاول، 171-1:170۔

54۔ امام ابواسحاق شیرازی کا شمار ممتاز علماء شوافع اور مدرسہ نظامیہ کے پہلے اساتذہ میں ہوتا ہے، ان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ نظام الملک طوسی نے مدرسہ نظامیہ بغداد ان کے ایماء پر تعمیر کیا تھا۔

55۔ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی، الضوء اللامع لأھل القرن التاسع (بیروت: دارالجیل، س-ن)، 101:6۔

(ابو اسحاق شیرازی کی کتاب المھذب فقہِ شافعی کے بارے میں ہے۔)

ابن الملقن نے صرف اس کتاب کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ اپنی کتاب "تحفۃ المحتاج" میں اس سے استفادہ بھی کیا ہے۔ "المھذب" کی احادیث کی تخریج ابن الملقن نے کی اور دو جلدوں پر مشتمل "المحرر المذهب فی تخريج احاديث المهذب" تالیف کی۔ ابن الملقن کی اس کتاب کا تذکرہ امام عبد الرحمن سخاوی نے "الضوء اللامع" اور حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون" میں بھی کیا ہے۔

3۔تخريج أحاديث المنهاج الأصلی

"منھاج الوصول فی علم الاصول" قاضی ناصر الدین البیضاوی (685ھ) کی تالیف ہے۔اس کا موضوع علمِ اصولِ فقہ ہے۔امام فخر الدین محمد بن رازی (م606ھ) نے "المحصول" لکھی جو اصولِ فقہ کی سب سے پہلی تصنیف مانی جاتی ہے۔ "المحصول" کی سب سے پہلی تلخیص امام رازی نے "المنتخب" کے نام سے لکھی۔ پھر اس کے تلخیص امام تاج الدین محمد بن حسین الارموی (م656ھ) نے "الحاصل" کے نام سے لکھی جس کو علماءِ فن نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اسکی مزید شروحات و تلخیصات کی گئیں جو اس کی اہمیت کا واضح اور بین ثبوت ہیں اس کی شرح قاضی ابو عبد اللہ القفطی (م 736ھ) نے "تحفۃ الواصل فی شرح الحاصل" لکھی اور اس کی تلخیص قاضی عبداللہ بن عمر البیضاوی (م685ھ) نے "منھاج الوصول فی علم الاصول" کے نام سے لکھی۔کیونکہ یہ تلخیص در تلخیص ہے اس لیے انتہائی مختصر ہے۔اس کے متعلق محقق مصطفیٰ شیخ مصطفیٰ "منھاج الوصول فی علم الاصول" کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں!

"وقدجاء صغير الحجم، كثير العلم، جليل المنافع، دقيق العبارة، وافی الغرض" [56]۔

(یہ کتاب حجم کے لحاظ سے چھوٹی ہے تاہم اس میں کثیر علم اور جلیل القدر منافع، عمدہ عبارات اور بے شمار مقاصد پوشیدہ ہیں۔)

ابن الملقن نے "منھاج الوصول" میں واقع احادیث و آثار کی تخریج کا کام کیا اور اس کا نام "تخریج احادیث المنھاج الاصلی" رکھا تاہم اس کے نام میں قدرے اختلاف ہے اس کو "تذکرۃ المحتاج الی احادیث المنھاج" کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ مؤخر الذکر نام کا نسخہ "مکتبہ تشتر بتی" میں 3382 رقم کے تحت موجود ہے اور اس پر مؤلف کا خط طبقہ سماع میں ہے جبکہ اس میں اس کے کاتب کے لیے اسکی اجازت بھی درج ہے۔ ابن الملقن کی یہ کتاب تلخیص در تلخیص ہے اس لیے انتہائی مختصر ہے اس بناء پر کتاب کی بجائے اس کو رسالہ کا نام دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اس میں انہوں نے صرف احادیث کی تخریج پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ کہیں کہیں حدیث کا حکم بھی بیان کیا ہے جو کہ فنِ تخریج کی ضمنی بحث ہے۔

---

[56]۔ مصطفیٰ شیخ مصطفیٰ، مقدمة المعتنی منهاج الوصول فی علم الأصول (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون، 2006ء)، 9۔

ابن الملقن نے اس کتاب کو اپنی مکہ والی اجازت میں ذکر کیا اور فرمایا "فی جزءِحدیثی"[57]۔(میری حدیث ایک جز میں ہے)۔ جبکہ امام عبدالرحمٰن سخاوی(م902ھ) نے بھی ابن الملقن کی اس کتاب کا ذکر "الضوءالامع" میں ابن الملقن کی اجازتِ مکہ کے حوالہ سے (فی جزءِحدیثی)[58] کے الفاظ میں بیان کیا ہے اور اسی طرح امام محمد بن علی بدرالدین الشوکانی(م1250ھ) نے "البدر الطالع" میں اس کتاب کو ابن الملقن کے احوال وآثار میں "تخریج احادیث المنهاج الاصلی فی جزءٍ"[59]۔ (تخریج احادیث المنہاج الاصلی ایک جزء میں ہے) کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

4-تذكرة الأخيار بما فی الوسيط من الأخبار

یہ کتاب امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی(م505ھ) کی مشہور کتاب "الوسیط" کی احادیث کی تخریج ہے امام غزالی کی اس کتاب کا پورانام "الوسیط فی المذھب" ہے اگرچہ یہ تصنیف کئی دوسرے ناموں سے بھی مشہور ہے جیسے "الوسیط فی الفقہ"، "الوسیط فی فروع الفقہ" اور "الوسیط المحیط باقطارالبسیط"[60]۔امام غزالی کی یہ کتاب بھی البسیط اورالوجیز کی طرح مسلکِ شافعی کی مؤید ہے دراصل انہوں نے "البسیط" کو اپنے استاذ امام الحرمین الجوینی(م478ھ) کی کتاب "نھایۃ الطلب فی درایۃ المذھب" سے مختصر کیا پھر طلباء کی آسانی کیلیے مزید مختصر کیا اور "الوسیط" نام رکھا۔پھر اس کو مزید مختصر کر کے "الوجیز" لکھی لیکن امام ابن الملقن نے صرف "الوسیط" کی احادیث کی تخریج کی اور اپنی اجازتِ مکہ کی تصنیفات کے ضمن میں اس کو ذکر کیا ہے جو صرف ایک جلد پر مشتمل ہے لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ آپ یوں لگاسکتے ہیں کہ ابن الملقن اپنی اکثر تصنیفات میں خود بھی اس سے استفادہ کرتے ہیں جبکہ موجودہ دور میں بھی علماء ومحدثین اس سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں جیسے فتاویٰ دارالعلوم زکریا کی پہلی جلد میں اعضاءوضوپرپڑھی جانے والی ادعیہ کے ضمن میں کنزالعمال کے حوالہ سے مذکورایک طویل حدیث کی تخریج کیلئے "الوسیط لابن الملقن" کا حوالہ دیا گیا ہے!

وعن أبی اسحاق السبيعی رفعه الیٰ علی ابن أبی طالب علمنی رسول الله كلمات أقولهن عند الوضوء فلم أنسهن كان رسول اللهﷺ إذا أتی بماء فغسل يديه قال:بسم الله العظيم والحمدلله علی الإسلام...الخ-

---

57- محمد بن جعفر بن ادریس الکتانی،الرسالة المتطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة (دمشق:دارالفکر،1979ء)،135:1۔

58- محمد بن علی الشوکانی،البدر الطالع بمحاسن مَن بعد القرن السابع(قاہرہ:دارالکتاب الاسلامی،س-ن)،508:1۔

59- السخاوی،الضوء اللامع،101:6۔

60- اس آخری نام کا دعوی قاضی ناصرالدین بیضاوی(م685ھ) نے کیا ہے۔

المستغفری فی الدعوات وأورده ابن دقیق فی الاقتراح وقال:أبو إسحاق عن علی منقطع وفی إسناده غیرواحد یحتاج إلی معرفته والکشف عن حاله۔
قال ابن الملقن فی تخریج أحادیث الوسیط وهوکماقال فقدبحثت عن أسمائهم فی کتب الأسماء فلم أر إلا أحمد بن مصعب المروزی قال فی اللسان:هو متهم بوضع الحدیث والراوی عنه أبو مقاتل سلیمان بن محمد بن الفضل ضعیف [61]۔

(ابواسحاق السبیعی سے مروی ہے جنہوں نے اسے علی ابن ابی طالب کے تک مرفوع کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ کلمات سکھائے جو میں وضو کے دوران کہتا ہوں پس میں انہیں نہیں بھولتا،جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے ساتھ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ دھوئے، کہا:اللہ کے نام کے ساتھ،اور اسلام پر اللہ کی حمد وثنا...وغیرہ۔
المستغفری [62] نے "دعوات" میں اور ابن دقیق نے "اقتراح" میں ان کا حوالہ دیا اور کہا:علی کی سند میں ابو اسحاق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقطع ہے اور ان کے سلسلہ میں ایک راوی کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے جو معروف ہو اور اس کے احوال واضح ہوں۔
ابن الملقن "الوسیط" کی احادیث کی تخریج (تذکرۃ الاخیار بما فی الوسیط من الاخبار) میں فرماتے ہیں:یہ ایسے ہی ہے جیسے (المستغفری) نے کہاپس میں نے ان کے اسماء کے بارے میں کُتب الاسماء میں تلاش کیا پس مجھے احمد بن مصعب المزوری کے علاوہ کسی کے احوال نہیں ملے،ان کے بارے میں یعنی المزوری کی بابت صاحب لسان العرب فرماتے ہیں:وہ احادیث گھڑنے میں متہم ہے اور اس سے روایت کرنے والا ابو مقاتل سلیمان بن محمد بن فضل ضعیف راوی ہے۔)

5۔تحفة المحتاج الیٰ أدلة المنهاج

تحفۃ المنہاج لابن الملقن اگرچہ احکام الاحادیث پر مشتمل متنِ حدیث کی کتاب ہے لیکن اس کا شمار کتبِ تخاریج میں بھی ہوتا ہے کیونکہ ابن الملقن کتاب ہٰذا میں امام نووی کی منہاج الطالبین کی احادیث کی توضیح اور تخریج کرتے ہیں۔"منہاج الطالبین" کو امام شرف الدین یحیٰ بن زکریا نووی (م676ھ) کی اہم تصنیفات میں شمار کیا جاتا ہے اور مذہبِ شافعی کی متداول کتب میں اس تصنیف کو خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔امام نووی نے اپنی اس کتاب کو امام ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد رافعی قزوینی (م623ھ) کی کتاب "المحرر" سے مختصر کیا تھا۔"المنہاج" حجم کے اعتبار سے "المحرر" کا نصف ہے لیکن امام نووی (م676ھ) نے اس میں مزید عمدہ اضافے اور استدراکات بڑھا دیے ہیں۔مذہبِ شافعی کے علماء نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس سے خوب استفادہ کیا۔اس کی بہت ساری شروحات لکھی گئیں سب سے پہلی شرح امام نووی (م676ھ) نے خود لکھی جبکہ ہمارے شیخ ابن الملقن نے اس کی شرح "عجالۃ المحتاج" کے نام سے لکھی جو مطبوع اور متداول ہے۔

---

[61]- http://www.elmedeen.com/read-book-5208&page=511

[62]- پورا نام امام ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری (م432ھ) ہے جن کی مشہور کتب **دلائل النبوۃ، معرفۃ الصحابۃ، طب النبی ﷺ** ہیں۔

شیخ ابن الملقن نے "تحفۃ المحتاج" امام نووی کی منہاج الطالبین کے مسائل سے استدلال کرتے ہوئے مرتب کی اور اسکی ترتیب بھی منہاج کے ابواب پر رکھی۔ یہ کتاب "تحفۃ المحتاج" ادلۃ الاحکام کی کتب میں سے ایک ہے۔ ابن الملقن کی اس کاوش کو یہ اعجاز حاصل ہے کہ یہ احادیث الاحکام کا متن بھی ہے اور منہاج الطالبین للنووی کی احادیث کی تخریج بھی ہے۔ ذیل میں اس کی تخریج کا صرف ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

عن جابر رضی الله عنه قال: قضیٰ رسول الله ﷺ بالشفعة فی کل شرکةٍ لم تقسم: ربعة أو حائط، ولا یحل له أن یبیع حتیٰ یؤذن شریکه فان شاء أخذ و إن شاء ترک فإذا باع ولم یؤذنه فهو أحق به۔[63]

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہر اُس شرکت میں شُفعہ کا فیصلہ فرمایا جو تقسیم نہیں ہوتی چاہے خوشبو کی ڈبیہ ہو یا دیوار (زمین ہو یا باغ)، اور کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ شریک کی اجازت کے بغیر فروخت کرے پس اگر وہ چاہے تو خرید لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے پس جب ایک بیچنا چاہے اور (دوسرا شریک) اجازت نہ دے تو وہ مبیع (فروخت ہونے والی چیز) کا زیادہ حق دار ہے۔)

مذکورہ حدیث کی تخریج کا نمونہ

رواه مسلم وأعله ابنِ حزم بعنعنة أبی الزبیر عن جابر۔

(اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے اور ابنِ حزم نے عن عن کے طریق سے روایت کیا ہے یعنی عن ابی الزبیر عن جابر)

قلتُ: قد جاء فی روایة لمسلم عن إبن جریجٍ أن أبا الزبیر أخبره أنه سمع جابر بن عبدالله رضی الله عنه یقول: قال رسول الله ﷺ: الشفعةُ فی کلِ شرکٍ فی أرضٍ أو ربعٍ أو حائطٍ لا یصلح أن یبیع حتیٰ یعرض علیٰ شریکه فیأخذ أو یدع فإن أبی فشریکه أحق به حتیٰ یؤذنه۔

(میں ابن الملقن کہتا ہوں: امام مسلم کی روایت ابنِ جریج سے مروی ہے کہ ابو زبیر نے اُن کو خبر دی کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین یا باغ کی ہر شرکت میں شُفعہ ہے (کیونکہ یہ غیر منقول جائیدادیں ہیں) کسی ایک کا اپنے ساتھی کو آفر کیے بغیر فروخت کرنا درست نہیں ہے پس ساتھی لے سکتا ہے یا چھوڑ سکتا ہے پس اگر میرا باپ اس کا شریک ہو تو وہ مبیع کا زیادہ حقدار ہے جب تک کہ وہ اسے اجازت نہ دے۔)

مزید فرماتے ہیں: "وفی روایةٍ للبیهقی فی الأولیٰ: فإن باع فهو أحق بالثمن"[64]۔

(پہلی صورت میں امام بیہقی کی روایت ہے کہ اگر وہ بیچے تو پس وہ ثمن کا زیادہ حقدار ہے۔)

تحقیقی رائے: مندرجہ بالا نمونہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ شیخ "التحفۃ" کی احادیث کی تخریج کا وہی اُسلوب اپناتے ہیں جو اُسلوب وہ "البدر المنیر" میں اختیار کرتے ہیں یعنی حدیث کے مصادر کی اطلاع دیتے ہیں، صحتِ حدیث کی

63- ابو حفص عمر بن علی ابن الملقن، تحفة المحتاج من أدلة المحتاج، کتاب القراض (مکۃ المکرمہ: دارِ حراء للنشر والتوزیع، 1986ء)، 2:286۔

64- ابن الملقن، نفس مصدر، کتاب القراض، 2:286۔

خبر دیتے ہیں، حدیث کا حکمِ شرعی بیان کرتے ہیں، دیگر طُرق کے لفظی فرق سے آگاہی دیتے ہیں اور اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ ابن الملقن کے ان تمام اسالیب کو "البدر المنیر" کی بحث کے ضمن میں بیان کر دیا گیا ہے لہذا یہاں اس کا تفصیلی ذکر بے فائدہ ہو گا جبکہ اجمالی خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔

حاصلِ بحث

علوم الحدیث کے باب میں تخریج کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے کیونکہ علمِ حدیث کا کوئی طالب علم اس وقت تک حدیث سے استفادہ نہیں کر سکتا جب تک اسے پتہ نہ چلے کہ مصنفین نے اس حدیث کو کس کتاب سے بیان کیا ہے اسلام کی ابتدائی چند صدیوں میں حدیث سے متعلق وسعتِ معلومات کی بناء پر احادیث کی تخریج کی ضرورت پیش نہ آئی مگر بعد میں علوم و فنون کی کثرت اور علومِ حدیث سے عدم واقفیت کی بناء پر اس کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اگرچہ اخذِ حدیث میں تحقیق کی ابتداء تو صحابہ کے زمانے سے ہی ہو گئی تھی لیکن تابعین و تبع تابعین کے ادوار میں جب حدیث پر مستقل کتب لکھی گئیں تو پھر ان کی تخریج کی اہمیت بھی بڑھتی گئی۔ چونکہ ابن الملقن کو اللہ کریم نے وسیع علم عطا فرمایا تھا اس لیے شیخ نے اس فن میں بھی خاطر خواہ تصنیفی خدمات سر انجام دیں، ان تصنیفات میں البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والآثار الواقعہ فی الشرح الکبیر، المحرر المذھب فی تخریج احادیث المھذب، تخریج احادیث المنہاج الاصلی، تذکرۃ الاخیار بمافی الوسیط من الاخبار، تحفۃ المحتاج الیٰ ادلۃ المنہاج شامل ہیں۔ مقالہ ہٰذا میں شیخ کی ان تمام کُتب کا عمومی تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ البدر المنیر کا خصوصی تذکرہ کیا گیا ہے کیونکہ شیخ کی اس کتاب نے اس میدان میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی یہاں تک کہ ایک انسائکلوپیڈیا کی حیثیت اختیار کر گئی۔ البدر المنیر کا تعلق فنِ تخریجِ حدیث سے ہے اور یہ تخریج امام رافعی القزوینی (م423ھ) کی مشہور کتاب "الشرح الکبیر" کی احادیث اور آثار وواقعات کی ہے۔ کتاب کی ترتیب امام رافعی کی "الشرح الکبیر" کے تقریباً عین مطابق ہے۔ کتاب میں صرف احادیث وآثار کی تخریج پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ حدیث کے غریب الفاظ کی تشریح کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ کتاب کا مقدمہ بہت جامع ہے اس کے اہم نکات یہ ہیں:

1۔ اس میں حدیث و سنت کی فضیلت واہمیت از روئے قرآن وحدیث بڑے مدلل انداز میں بیان کی گئی ہے۔

2۔ شیخ نے احکام الحدیث سے اخذ واستفادہ کی چند شرائط کو بھی ذکر کیا ہے۔

3۔ تدوینِ حدیث کے متعلق تصنیفات اور حفاظِ حدیث کے مناقب وفضائل پر مختصر کلام کیا ہے۔

4۔ حدیث اور اس کی مشہور اقسام اور کتبِ احادیث کی تقسیم کو تعارفی انداز میں بیان کیا ہے۔

5۔ مقدمہ کے آخر میں "البدر المنیر" کے مصادر و مراجع، امام رافعی کے احوال وآثار اور ائمہ حدیث کی ان شرائط کے بیان کیلئے علیحدہ علیحدہ فصول قائم کی ہیں۔

جہاں تک "البدر المنیر" میں ابن الملقن کے منہج واسلوب کا تعلق ہے تو شیخ نے معتدل اسلوب اختیار کیا ہے حدیث کی تعلیلات اور اس کے دیگر متعلقات پر بحث کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ مقصود بھی حاصل ہو جائے اور بحث زیادہ طویل بھی نہ ہونے پائے۔ائمہ حدیث کے اقوال ذکر کرنے میں بھی اس بات کو ملحوظ رکھا ہے کہ تمام اقوال کو ذکر کرنے کی بجائے زیادہ مشہور قول کو ذکر کیا جائے۔ابن الملقن کے تخریجی اسلوب کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ حدیث کی تخریج دو حصوں میں کرتے ہیں ایک حصہ احادیث لانے سے قبل اور ایک حصہ احادیث کے ذکر کے بعد کا ہے۔پہلے حصے میں وہ کسی بھی باب کے تحت آنے والی تمام احادیث کی تعداد، مکمل سند کے ساتھ حدیث کا بیان اور اس کے تمام طرق کو شمار کرتے ہیں۔دوسرا حصہ تخریج حدیث کی تفصیلی مباحث پر مشتمل ہے جس کے اہم نکات یہ ہیں:

1۔احادیث پر کلام کی ابتداء میں اس کی صحت کے اعتبار سے حیثیت واضح کی ہے۔

2۔جب حدیث صحیحین میں موجود ہو تو اس کی نسبت شیخین (بخاری و مسلم کی طرف کی ہے اور اگر حدیث صحیحین میں مذکور نہ ہو تو اس کی نسبت اصحاب سنن، اصحابِ مسانید اور اصحابِ معاجم میں سے جس نے اس حدیث کو نقل کیا اس کی طرف کرتے ہیں لیکن ان میں سے اصحابِ سنن اربعہ (ابوداؤد، نسائی، دارِ قطنی اور بیہقی) کو ترجیحاً بیان کیا ہے۔

3۔مختلف طرق سے آنے والی احادیث کے لفظی تفاوت کو بیان کرنے کیلئے "وفی روایۃ" کا اسلوب اختیار کیا ہے۔

4۔ہر وہ حدیث جو صحیح ابنِ خزیمہ اور صحیح ابنِ حبان میں وارد ہوئی ہے اور اس کی تصحیح کے متعلق جو مؤقف ان دونوں ائمہ نے اختیار کیا اس کو بطورِ خاص بیان کیا ہے۔

5۔حدیث سے مستنبط ہونے والے حکمِ فقہی کو بھی بیان کیا ہے لیکن اس اسلوب کو بہت کم اختیار کیا ہے، کیونکہ یہ کتاب کا موضوع نہیں ہے۔

6۔کتاب ہذا کی سب سے اہم بحث "حدیث الغریب" یا "غریب الحدیث" کی اصطلاح کا استعمال ہے شیخ نے احادیث پر "غریب" کا حکم لگانے میں انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے، اس ضمن میں چند اصول و قواعد کو ملحوظ رکھا ہے مثلاً جس حدیث کو اصحابِ سُنن اور اصحابِ مسانید نے روایت نہ کیا ہو اور جس حدیث کا مُخرِج غیر معروف ہو اور راوی کا مجہول ہو۔

7۔ابن الملقن اپنے وقت کے ایک عظیم محدث وفقیہ تھے بایں ہمہ اپنے علمی اجتہاد کی بناء پر وہ ائمہ ومحدثین کا استدراک بھی کرتے ہیں۔وہ تقلیدِ محض کے قائل نہ تھے کہ صرف دوسروں کی آراء اور اقوال نقل کر دیے بلکہ وہ اس فن کے امام ہیں اس لیے اپنی رائے بھی دیتے اور دوسروں کی غلطی پر متنبہ بھی کرتے ہیں۔

8۔ابن الملقن کے اسلوب کی ایک نمایاں بات یہ ہے کہ وہ ایک حدیث کے تمام طرق بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو شمار بھی کرتے ہیں اور دیگر مرویات کے لفظی تفاوت کو بھی واضح کرتے ہیں اور ان میں شیخین کو ترجیح دیتے ہیں

لیکن وہ طُرق جو امام ابو القاسم رافعی القزوینی کی روایت کے موافق ہو اسے ترجیحاً بیان کرتے ہیں کیونکہ وہ صاحب کتاب ہیں اوران کا مقام و مرتبہ بھی مسلم ہے۔ شیخ ابن الملقن، امام رافعی القزوینی کی اس حد تک اتباع کرتے ہیں کہ دورانِ تخریج قرآنی آیات اوراحادیث نبویہ کو بطورِ استدلال استعمال کرنے میں بھی امام رافعی کے اسلوب پر چلتے ہیں تاہم یہ ان کا مستقل معمول نہیں ہے۔

نتائج وسفارشات

فنّ تخریج حدیث میں ابن الملقن کی تصنیفات کے تحقیقی مطالعہ سے چند چیزیں جو میرے لیے واضح ہوئیں، ان کو نکات کی صورت میں بیان کیاجاتاہے جن سے طلباء اور محققین فائدہ حاصل کرسکتے ہیں:۔

1۔حدیث کی تخریج ایک اہم اور مشکل فن ہے جو سنت رسول ﷺ کی حفاظت اور فقہی ضوابط کے اطلاق کیلئے ناگزیر ہے، اس ضمن میں شافعی المسلک علماء کی خدمات دیگر مسالک کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔

2۔ابن الملقن نے مشہور شافعی ائمہ جیسے امام رافعی القزوینی(م423ھ)، امام غزالی(م505ھ)، امام بیضاوی(م685ھ) امام نووی(م676ھ) اور امام ابو اسحاق شیرازی(م476ھ) کی احکام الاحادیث سے متعلق کتب کی تخاریج کیں لیکن جو مقبولیت ان کی کتاب "البدر المنیر" کے حصے میں آئی وہ ان کی کسی دوسری تصنیف کو میسر نہ آسکی۔

3۔البدر المنیر کی مقبولیت میں اس کے مقدمہ کی اہمیت مسلّم ہے جس میں ابن الملقن علومِ احادیث کو بڑی جامعیت سے زیرِ بحث لائے ہیں۔

4۔ تخریج حدیث کے باب میں علماء و محدثین کی کاوشیں مختلف الجہات ہیں، بعض تصانیف مختصر، بعض طویل اور بعض معتدل نوعیت کی حامل ہیں شیخ ابن الملقن کی "البدر المنیر" کا شمار متوازن تصانیف میں ہوتا ہے جس میں صاحبِ کتاب نے حد درجہ اختصار اور غیر ضروری تفصیل سے اجتناب کیا ہے۔

5۔کتاب ہٰذا میں مختلف روایتی اور منفرد اسالیب اختیار کیے گئے ہیں جن کا واحد مقصد حدیث کی صحت کا التزام ہے۔

6۔ فنِ تخریج کی بابت ابن الملقن کی دیگر کُتب (المحرر المذھب فی تخریج احادیث المھذب، تخریج احادیث المنھاج الاصلی، تذکرۃ الاخیار بمافی الوسیط من الاخبار) کو بھی زیورِ طباعت سے آراستہ کیاجائے تاکہ طالبانِ حدیث کیلئے استفادہ کرنا آسان ہو۔

7۔ شیخ کی تمام کتب عربی زبان میں ہیں، ان کی صرف ایک کتاب "غایۃ السوٴل فی خصائص الرسول" کا اردو ترجمہ ہوا ہے، جس کی سعادت مقالہ نگار کو حاصل ہوئی ہے۔ کم از کم ابن الملقن کی مشہور کُتب جیسے التوضیح لشرح الجامع الصحیح اور البدر المنیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر کا اردو ترجمہ ہونا چاہیے تاکہ ہر عام و خاص با آسانی مستفید ہو سکے۔

Bibliogaraphy

1. Holy Qur'ān.
2. Al-katānī, Muḥammad b. j'afar b. idrīs,*Al-Risālah al-muttarifah libyān mashhūr kutub Al-sinah Al-mushrifah,*Damasqus:dār Al-fikar,1979AD.
3. Al-Sakhāwī,Shamsuddīn Muḥammad b. 'Abdul Raḥmān,*Al-Dhaū Al-Lāmi'a Li-Ahli Al-Qarni Al-Tas'a*.Beirūt: Dārul Jīl.
4. Al-Shūkānī, 'Allāmah Muḥammad b. 'Alī,*Al-Badru Al-tāl,a Bi mḥāsin min B'adi Ahlil Al-qarni Al-Tāsi'a,*Qāhirah:Dār Al-Kitāb Al-Islāmī.
5. Al-Taḥān,Al-duktūr,Meḥmūd,*Uṣūl Al-Takhrij wa drasah Al-Asanid*,Riyādh:Maktbah Al-m'ārif Linnashri wa Al-tūdhīḥ,1996AD.
6. Ibn Al-Mulaqqin,Abū ḥafṣ 'Umar b. 'Ali b. Aḥmad,*Al-Badr Al-Munīr fi takhrīj Aḥadith Al-sharḥ Al-kabīr,*Riyādh:Dār Al-hijrah,2004AD.
7. Muṣtafā,Sheikh muṣtafā,*Muqaddimah Minhāj Al-wasūl ilā alm Al-'uṣūl,*Beirūt:Muasisah Al-Risālah Nāshirūn,2006.
8. Zafar,Doctor,'Abd Al-rauūf,'U*lūm Al-ḥadith fannī fikrī wa tarīkhī mutali'ah*,Lahore:Nashriyāt,2006.